

پہلی بات

لوگوں سے مل کر ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ ان میں ہمارے دوست، رشتہ دار، پڑوسی اور ساتھ کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے ہم کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتے ہیں۔ بچے اپنے ماں باپ کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ والدین کو بھی اپنے بچوں سے ایک خاص لگاؤ ہوتا ہے۔ اسکول سے واپس آنے میں بچوں کو دیر ہو جائے تو والدین پریشان ہو اٹھتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کی اچھی عادتوں کو سراہتے ہیں اور ان کی خوبیوں پر فخر کرتے ہیں۔ ان میں کوئی کمزوری ہو تب بھی والدین کی محبت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ بیٹے کی خوبیاں والدین کو پسند ہوتی ہیں لیکن اولاد میں کوئی خوبی نہ ہو اور ماں باپ ان کی کمزوریوں کو نظر انداز کریں، شاعر اس بات کو مناسب نہیں سمجھتا۔

جان پہچان

اکبر الہ آبادی ۱۶ نومبر ۱۸۳۶ء کو ضلع الہ آباد کے ایک قصبہ بارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد سے حاصل کی۔ وہ بچپن ہی سے بہت ذہین تھے۔ ۱۸۷۳ء میں ہائی کورٹ کا امتحان پاس کر کے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور ترقی کر کے جج کے عہدے پر فائز ہوئے۔ انھیں حکومت کی طرف سے 'خان بہادر' کا خطاب بھی ملا تھا۔ وہ عورتوں کی تعلیم کے زبردست حامی تھے مگر مغرب پرستی کے خلاف تھے۔ ان کی شاعری دلچسپ، طنز و مزاح سے بھرپور اور نصیحت آموز ہے۔ انھوں نے مشرقی تہذیب اور اخلاقی قدروں کی حفاظت پر زور دیا ہے۔ ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

ہے زندگی کا لطف تو دل کا سرور ہے
نازاں ہے اس پہ باپ تو ماں کو غرور ہے
کہتے ہیں یہ خدا کے کرم کا ظہور ہے
اُس کا بھی ہے یہ قول کہ ایسا ضرور ہے
مائل ہے نیکیوں پہ بُرائی سے دُور ہے
وقتِ کلام لب پہ جناب و حضور ہے
اس میں نہ ہے فریب نہ کچھ مکر و زور ہے
نیکیوں کا دوست، صحبتِ بد سے نفور ہے
علم و ہنر کے شوق کا دل میں وفور ہے
لیکن جو ان صفات کا مُطلق نہیں پتا
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصور ہے

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نور ہے
گھر میں اُسی کے دم سے ہے ہر سمت روشنی
خوش قسمتی کی اُس کو نشانی سمجھتے ہیں
اکبر بھی اِس خیال سے کرتا ہے اتفاق
البتہ شرط یہ ہو کہ بیٹا ہے ہونہار
سنتا ہے دل لگا کے بزرگوں کے پسند کو
برتاؤ اِس کا صدق و محبت سے ہے بھرا
رکھتا ہے خاندان کی عزت کا وہ خیال
کسبِ کمال کی ہے شب و روز اُس کو دھن
لیکن جو ان صفات کا مُطلق نہیں پتا
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصور ہے

خلاصہ کلام اس نظم میں اولاد کی پیدائش پر والدین کی خوشی اور ہونہار بیٹے کی خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ بچوں میں یہ خوبی ہونی چاہیے کہ وہ نیکیوں کو پسند کریں، انھیں برائیوں سے نفرت ہو۔ وہ بزرگوں کی نصیحت کو غور سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔ ان کے برتاؤ میں سچائی اور محبت ہو۔ وہ چالاکی اور دھوکے بازی سے دور ہوں۔ اپنے والدین کی مدد کرتے ہوں۔ عقلمند ہوں اور علم و ہنر میں کمال پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوں۔

شاعر نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ والدین اپنی اولاد کی بری عادتوں کو نظر انداز نہ کریں اور ان کی تربیت پر توجہ دیں۔
یہ خوبیاں بیٹوں کی طرح بیٹیوں میں بھی ضروری ہیں کیونکہ موجودہ زمانے میں مساوات مرد و زن پر زور دیا جا رہا ہے۔ اب لڑکیاں بھی تعلیم سے آراستہ ہو کر اپنے والدین اور سماج کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

معنی و اشارات

نفرت کرنے والا	نفور	متوجہ ہونا، راغب ہونا	مائل ہونا	قابل، لائق	ہونہار
کمال حاصل کرنا	کسب کمال	نصیحت	سپرد	خوشی	سرور
زیادہ ہونا، شدت	وفور	بات کرتے وقت	وقت کلام	ناز کرنے والا، فخر کرنے والا	نازاں
صفت کی جمع، خوبیاں	صفات	دھوکا اور فریب	مکرو زور	ظاہر ہونا	ظہور
بالکل	مطلق				

مشق



سے نفرت ہے۔
۳۔ علم و ہنر میں کمال حاصل کرنے کی دھن اُس کے سر پر سوار ہے۔



اس نظم کی روشنی میں بتائیے کہ آپ کے ایسے کون سے کام ہیں جن سے آپ کے والدین خوش ہوتے ہیں۔

سرگرمی/منصوبہ:



۱۔ اپنے والدین اور خاندان کے بزرگوں کی خوبیوں پر دوستوں سے بات چیت کیجیے۔
۲۔ عورتوں نے مختلف پیشوں میں مہارت حاصل کی ہے۔ ان کے تعلق سے اپنے استاد/سرپرستوں سے معلومات حاصل کیجیے۔



ایک جملے میں جواب لکھیے:

- ۱۔ اکبر الہ آبادی کی شاعری کی خصوصیات کیا ہیں؟
- ۲۔ شاعر نے اس نظم میں کس بات کی تلقین کی ہے؟
- ۳۔ آنکھوں کا نور اور دل کا سرور کسے کہا گیا ہے؟
- ۴۔ شاعر نے کس بات کو خوشی کا تصور قرار دیا ہے؟

تفصیل سے جواب لکھیے:

نظم میں شاعر نے ہونہار بیٹے کی کن خوبیوں کا ذکر کیا ہے؟



نظم کی مدد سے درج ذیل فقروں کے لیے ایک لفظ لکھیے:

- ۱۔ ناز کرنے والا
- ۲۔ لائق یا قابل
- ۳۔ نفرت کرنے والا



نظم کی مدد سے نیچے دیے ہوئے بیانات سے ملے جلتے مفہوم والے اشعار لکھیے۔

- ۱۔ والدین اپنی اولاد پر فخر کرتے ہیں۔
- ۲۔ اس کے دوست نیک ہیں اور اسے بُرے لوگوں